



سوال

کیا وزیرستان کی لڑائی کو شرعاً جہاد کہا جاسکتا ہے؟

جواب

وزیرستان میں جاری جنگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم وزیرستان کے حوالہ سے کچھ تاریخی حقائق کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے اس جنگ کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے میں مدد ملے گی۔ وزیرستان پاکستان کے شمال مغرب میں ایک پہاڑی علاقہ ہے کہ جس کی سرحد افغانستان سے بھی ملتی ہے۔ وزیرستان جغرافیائی اعتبار سے دو حصوں 'شمالی وزیرستان' اور 'جنوبی وزیرستان' میں تقسیم ہے۔ ۱۹۹۸ء کے اندازے کے مطابق شمالی وزیرستان کی آبادی تقریباً تین لاکھ اسی ہزار اور جنوبی وزیرستان کی آبادی چار لاکھ اسی ہزار تھی۔ شمالی وزیرستان کا صدر مقام 'میران شاہ' ہے جبکہ جنوبی وزیرستان کا ہیڈ کوارٹر 'وانا' ہے۔ وزیرستان کے مقامی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جہاد افغانستان اور طالبان تحریک میں بھی شامل رہی تھی۔ نومبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد بہت سے غیر ملکی اور مقامی مجاہدین نے وزیرستان کا رخ کیا اور یہاں پناہ لی۔ امریکہ نے ان مجاہدین کے حوالے سے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالا۔ حکومت پاکستان نے جولائی ۲۰۰۲ء میں مقامی قبائلیوں کی رضامندی سے علاقے کی ترقی کے بہانے 'وادی تیرہ' اور 'خیبر اتجنسی' میں اپنی فوجیں اتاریں۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد حکومت نے اچانک ہی جنوبی وزیرستان پر ہلا بول دیا۔ مقامی لوگوں نے حکومت پاکستان کے اس اقدام کو اپنی آزادی کے منافی سمجھا اور پاکستانی افواج و مقامی قبائلیوں کے درمیان جھڑپوں کا آغاز ہو گیا۔ مارچ ۲۰۰۴ء میں 'وانا' کے قریب 'اعظم وار سک' کے مقام پر حکومت اور قبائلیوں کے مابین ایک بڑی جھڑپ ہوئی۔ اپریل ۲۰۰۴ء میں پورے درپے ناکامیوں کے بعد حکومت پاکستان نے 'نیک محمد' کی قیادت میں لڑنے والے قبائلیوں سے امن معاہدہ کر لیا۔ جون ۲۰۰۴ء میں 'نیک محمد' کو ایک امریکی میزائل کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ اکتوبر ۲۰۰۴ء میں جنوبی وزیرستان کے ایک بڑے رہائشی محمود قبیلے کے جنگجو عبداللہ محمود مقامی قبائلیوں کے رہنما کے طور پر سلسلے آئے تھے۔ یہ حضرت تقریباً ڈیڑھ سال تک گواتا نامو بے جیل میں قید رہے تھے بعد ازاں امریکی حکام نے ان کو رہا کر دیا تھا اور ان کی رہائی کی وجہ آج تک ایک سوالیہ نشان ہے۔ مارچ ۲۰۰۳ء میں یہ رہا کیے گئے تھے۔ درمیان میں ایک ڈیڑھ سال چھپے رہے اور اکتوبر ۲۰۰۴ء کے قریب ایک دم سے میڈیا میں ان کے بیانات آنے شروع ہو گئے۔ عبداللہ محمود کو میڈیا میں آنے کا بہت شوق تھا یہاں تک کہ ان کا نام ہی میڈیا فرینڈلی کنڈر کے طور پر معروف ہو گیا تھا 'یہ حضرت خود سے ٹی وی چینلز کو فون کر کے اپنے انٹرویو کا رڈ کروا دیتے تھے۔ دو چینی انجینئرز کو اغواء کرنے کی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں ان کو حکومت پاکستان کی طرف سے شہید کر دیا گیا۔ عبداللہ محمود کے علاوہ ایک اور جنگجو بیت اللہ محمود بھی مقامی طالبان کے رہنما کے طور پر سلسلے آئے۔ بیت اللہ محمود ایک سنجیدہ مزاج اور فہم و فراست رکھنے والے کنڈر ہیں۔ فروری ۲۰۰۵ء میں بیت اللہ محمود کی قیادت میں قبائلیوں کا حکومت پاکستان سے معاہدہ ہوا۔ بیت اللہ محمود نے عبداللہ محمود کو بھی اس معاہدے میں شریک کرنے کی درخواست کی لیکن حکومت پاکستان نے چینی انجینئرز کے اغواء کے معاملے کی وجہ سے عبداللہ کو اس معاہدے میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ جولائی ۲۰۰۷ء میں حکومت پاکستان نے لال مسجد پر حملہ کرتے ہوئے بیسیوں طلباء اور سینکڑوں بچیوں کو شہید کر دیا جس کے رد عمل میں بیت اللہ محمود نے افواج پاکستان پر خود کش حملوں کی دھمکیاں دیں اور معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا۔ دسمبر ۲۰۰۷ء میں سات قبائلی اتجنسیوں شمالی وزیرستان 'جنوبی وزیرستان' 'اکرم اتجنسی' 'باجڑ اتجنسی' 'خیبر اتجنسی' اور کڑنی اتجنسی اور مہمند اتجنسی کے علاوہ مالکنڈ ڈویژن 'سوات اور درہ آدم خیل سے تعلق رکھنے والے یس کے قریب طالبان رہنماؤں کا اجلاس ہوا اور بیت اللہ محمود کی قیادت میں 'تحریک طالبان پاکستان' کا قیام عمل میں آیا۔ چالیس رکنی شوری بھی مقرر کی گئی اور مولوی عمر کو تحریک کا ترجمان بنایا گیا۔ جنوری ۲۰۰۸ء میں حکومت پاکستان نے دوبارہ محمود قبائل کے خلاف آپریشن شروع کر دیا جس کی وجہ سے ہزاروں افراد نے وزیرستان علاقے سے نقل مکانی شروع کر دی۔ ۶ فروری ۲۰۰۸ء کو 'تحریک طالبان پاکستان' نے سوات سے وزیرستان تک افواج پاکستان کے خلاف کاروائیاں بند کرنے کا اعلان کیا۔ جنوبی وزیرستان کے مقامی جنگجو 'نیک محمد' ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء میں سینکڑوں غیر ملکیوں کو 'وانا' لے کر آئے تھے



مجلسِ اسلامی
محدث فتویٰ

- یہ غیر ملکی یہاں آکر آباد ہو گئے تھے اور قبائلیوں نے ان پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ ۲۰۰۴ء میں 'نیک محمد' کی قیادت میں قبائلیوں نے افواج پاکستان کو بھاری نقصان پہنچایا جس کے نتیجے میں امن معاہدہ ہوا اور بعد ازاں نیک محمد ایک میزائل حملے میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے کمانڈروں نے مختلف دھڑے بنالیے اور اپنی اپنی اجارہ داریاں قائم کر لیں۔ طالبان کی اعلیٰ قیادت نے جنوبی وزیرستان میں 'ملانڈیر' کو طالبان کا لیڈر مقرر کر دیا۔ جنوبی وزیرستان میں اسی عرصے میں مقامی طالبان کو غیر ملکی ازبک مجاہدین کے رولوں سے کچھ شکایات پیدا ہوئیں اور بہت سے مقامی سرداروں کے قتل کا الزام بھی انہیں پر لگایا جاتا رہا۔ ازبک کسی بھی مقامی سردار پر جاسوسی کا الزام لگا کر اس کو قتل کر دیتے تھے۔ انہوں نے زمین میں گڑھے کھود کر اپنی جلیبٹناتی ہوئی تھیں جہاں وہ اپنے مخالفین کو قید رکھتے تھے۔ صورت حال اس وقت زیادہ خراب ہوئی جب القاعدہ سے متعلق ایک عرب مجاہد سیف العادل کو ازبکوں نے شہید کر دیا۔ مقامی طالبان ملانڈیر کی قیادت میں ازبکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہو گئے اور مقامی و غیر ملکی مجاہدین میں آپس کی لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک مجاہدین تین حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان کا ایک حصہ تو مقامی طالبان سے مل گیا جب ایک حصہ میر علی کی قیادت میں شمالی وزیرستان چلا گیا اور تیسرا حصہ قاری طاہر یلداش کی قیادت میں مقامی طالبان سے جہاد کرتا رہا۔ اس جہاد کے نتیجے میں سینکڑوں مجاہدین شہید ہوئے اور بالآخر مقامی طالبان نے ازبک مجاہدین کا کنٹرول علاقے سے ختم کر دیا۔ شمالی وزیرستان کی طرف پیش قدمی افواج پاکستان کی طرف سے ۲۰۰۲ء میں ہوئی تھی۔ ۲۰۰۴ء کے شروع سے ہی مقامی طالبان اور سیکورٹی فورسز کے مابین گاسے بگاڑے تھے۔ حکومت پاکستان کا یہ دعویٰ تھا کہ اس علاقے میں وہ غیر ملکی اور القاعدہ کے مجاہدین موجود ہیں جو حکومت پاکستان اور امریکہ کو مطلوب ہیں۔ شمالی وزیرستان کی صورت حال اس وقت زیادہ خراب ہو گئی جب مارچ ۲۰۰۶ء میں پاکستانی سیکورٹی فورسز نے شمالی وزیرستان کے صدر مقام 'میران شاہ' پر حملہ کر دیا اور اس حملے میں فحشاء کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ فضائی حملوں کے نتیجے میں شہر تباہ ہو کر رہ گیا اور تقریباً تمام آبادی پشاور ڈیرہ اسماعیل خان اور ضلع ٹانک کی طرف ہجرت کر گئی۔ اڑھائی برس کی اس باہمی جنگ کے بعد ۲۰۰۵ء قبل کے گریڈ ۲۰۰۶ کے گریڈ ۲۰۰۶ کے مابین امن معاہدہ ہو گیا۔ یہ معاہدہ ۲۰ جولائی ۲۰۰۶ء کو ہوا۔ وزیرستان کی جنگ ہمارے نزدیک دفاعی جنگ تھی جو کہ حکومت پاکستان نے قبائلیوں پر مسلط کی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

دارالافتاء محدث